

معاصر اسلامی مالیاتی اداروں میں عقد صرف میں کرنسی نوٹ پر قبضہ کے احکام

Shariah provisions regarding possession of currency note in Bay' al-Sarf in modern Islamic financial institutions

Hafiz Moazzum Shah

Lecturer, Shariah Department
Allama Iqbal Open University Islamabad
smoazzum@gmail.com

Dr. Muhammad Anas Rizwan

Assistant Professor, Faculty of Shari'ah & Law,
International Islamic University Islamabad.
anas.rizwan@iiu.edu.pk

ABSTRACT

The contract of Sarf is actually the exchange of money for money and trading in currencies is one of its modern applications. There are some special rules and regulations set by shariah for this type of sale. These conditions include spot payment by both parties and if counter values are of the same currency they must be of equal amount. After the invention of modern currencies of different countries, shariah rulings related to some contemporary applications and different situations arose from trading and exchange of these currencies, need to be examined and analyzed. The aim of this study is to examine and analyze shariah status of currency note and the contemporary applications with special concentration on taking possession of the counter values in *bay e Sarf*. The method used in this paper for the research was descriptive and analytical. This article proceeds with an introduction, concept and conditions of Sarf contract as envisaged by classical fiqh literature. The second part discusses the nature of bank note, difference between currencies of different countries and the forms of actual and constructive possession acceptable by shariah in modern banking system. Moreover shariah ruling about future and forward sale of

currencies will also be discussed. The last part explains the findings of this discussion on the topic. The study found that the exchange of bank notes comes under Bay e Sarf and all the relevant shariah rulings would be applied to it. Moreover, receiving a cheque does not fulfill the condition of possession of Sarf Sale.

Keywords: exchange, shariah, constructive, possession, currencies

مقدمہ

عقد صرف دراصل ٹرن یا کرنسیوں کے تبادلے کا نام ہے۔ اس عقد کے کچھ خاص قواعد و ضوابط ہیں جو اس کو خرید و فروخت کی دیگر صورتوں سے ممتاز کرتی ہے اور ان شروط کا لحاظ رکھنا اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ اگر ان کا لحاظ نہ رکھا جائے تو اس سے سود کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ دنیا میں جدید کرنسیوں کے ایجاد اور تجارتی بنیادوں پر اس کے وسیع پیمانے خرید و فروخت کے نتیجے میں اس عقد کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہو گئی کہ اس کی نئی اور پیچیدہ صورتیں سامنے آرہی ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ آیا کرنسیوں کا تبادلہ عقد صرف میں داخل ہے یا نہیں اگر عقد صرف میں داخل ہے تو معاصر بینکاری نظام عقد صرف کی شرائط مثلاً مجلس میں بدلین پر قبضہ کا ضروری ہونا کیسے متحقق ہو گا جدید بینکاری نظام میں اکاؤنٹس میں رقم منتقل کرنے کی صورت میں قبضہ کب متحقق ہو گا؟ مزید یہ کہ چیک پر قبضہ کا کیا تصور ہو گا۔ تاہم ان سوالوں کا جواب اس بات پر موقوف ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ خود ان جدید کرنسیوں یا بینک نوٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ان کی ایک جنس اور مختلف جنس ہونے کے حوالے سے کیا احکام ہوں گے تاکہ اس کے بعد عقد صرف سے متعلقہ احکام واضح کرنے میں آسانی ہو۔

عقد صرف

لغة: ”رَدُّ الشَّيْءِ عَنِ وَجْهِهِ“ - صَرَ فَهُ يَصْرِ فَهُ صَرَ فَا۔¹

اس کا معنی ہے کسی چیز کا رخ پھیرنا۔

القاموس کے مطابق الصرف کے درج ذیل معانی آتے ہیں۔²

توبہ، زائد چیز وزن، کمانا یا حیلہ کرنا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرَ فَاً وَلَا تَصْرَاً³ سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو تمہاری باتیں اب نہ تم لوٹا سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو۔

المصباح میں لکھا ہے کہ: صَرَفْتُهُ عَنْ وَجْهِهِ صَرَفًا۔ باب ضَرْبٍ سے۔ وَ صَرَفْتُ الاجِيرَ اَوَالصَّبِيَّ۔ خَلَيْتُ سَبِيلَهُ۔ وَصَرَفْتُ الْمَالَ اِى اَنْفَقْتَهُ۔⁴

کسی چیز کا رخ پھیرنا، مزدور یا بچے کو جانے دینا، مال خرچ کرنا۔

فقہ کی مشہور کتاب رد المحتار میں لکھا ہے۔ الصرف لغة: الكزيادة۔⁵

عقد صرف کی اصطلاحی تعریف

حنفیہ کے ہاں عقد صرف کی تعریف:

هو شرعاً بيع الثمن بالثمن اى ما خُلِقَ لِلثَّمَنِ و منه المصوغ جنساً بجنسٍ او بغير جنس۔⁶
"اور شریعت میں بیع صرف ثمن کے ثمن کے ساتھ خرید و فروخت کو کہتے ہیں۔ یعنی جو خلقی طور پر ثمن ہوں۔ ڈھلی ہوئی اشیا بھی اس میں داخل ہیں خواہ جنس کا جنس کے ساتھ تبادلہ ہو یا غیر جنس کے ساتھ۔"

بدائع الصنائع میں ہے۔ فَالصَّرْفُ فِي مُتَعَارِفِ الشَّرْعِ اسْمٌ لِبَيْعِ الْاَثْمَانِ الْمُطْلَقَةِ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ وَهُوَ بَيْعُ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَ اِحْدِ الْجِنْسَيْنِ بِالْاُخْرٰى۔⁷

"عرف شریعت میں "صرف" ایک ایسی بیع کا نام ہے جس میں دونوں طرف اثمان مطلقہ ہوں اس طرح کہ سونے کو سونے کے مقابلے میں، چاندی کو چاندی کو چاندی کے مقابلے میں، ایک جنس کو دوسرے جنس کے مقابلے میں فروخت کیا جا رہا ہو"

حنابلہ کے ہاں کے عقد صرف کی تعریف: المصارفة هي بيع نقد بنقد۔⁸

مصارفہ زر کے مقابلے میں زر کی خرید و فروخت کو کہتے ہیں۔ خواہ جنس ایک ہی ہو یا مختلف ہو۔

شوافع کے ہاں عقد صرف کی تعریف

بيع التقد بالتقد من جنسه و غيره يُسمى صرفاً۔⁹

نقد کے مقابلے میں نقد کی بیع کو صرف کہتے ہیں۔ جنس خواہ ایک ہوں یا مختلف ہوں۔ ایک اور جگہ لکھا

ہے۔ (والتقد بالتقد) والمراد به الذهب والفضة مضروباً كان او غير مضروب۔¹⁰

"نقد کے مقابلے میں نقد کی بیع کو صرف کہتے ہیں۔ اور اس سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ چاہے ڈھلے

ہوئے حالت میں ہوں یا غیر ڈھلے ہوئے حالت میں ہوں۔"

مالکیہ کے ہاں عقدِ صرف کی تعریف

وَذَاكَ اِذَا كَانَتْ عَيْنًا بَعِيْنًا فَلَا تَخْلُوْ اِمَّا اِنْ تَكُوْنُ ثَمْنًا بِمَثْمُوْنٍ اَوْ كَانَتْ ثَمْنًا بِعَيْنٍ فَاِنْ كَانَتْ ثَمْنًا بِثَمْنٍ سُمِّيَ صَرْفًا.¹¹

"اگر بیع کا معاملہ عین کا عین کے ساتھ ہو تو پھر دو صورتیں ہیں۔ یا ثمن کا ثمن کے ساتھ مبادلہ ہو گا یا ثمن کا عین کے ساتھ ہو گا۔ اگر ثمن کا ثمن کے ساتھ تبادلہ ہو تو اس کو صرف کہتے ہیں۔ البتہ اکثر مالکیہ کے ہاں عقدِ صرف کیلئے درج ذیل اصطلاحات مستعمل ہیں۔ مرطلہ، مبادلہ، صرف۔

المراطلۃ: سونے کو سونے اور چاندی کو چاندی کے ساتھ تول کر بیچنے کو مرطلہ کہتے ہیں۔ مرطلہ میں جنس کا جنس کے ساتھ تبادلہ ضروری ہے۔

المبادلہ: سکے کو سکے کے ساتھ عدداً فروخت کرنے کو مبادلہ کہتے ہیں۔ جیسے دینار کی دینار اور درہم کی درہم کے ساتھ بیع کرنا۔ تاہم اس میں بھی عوضین کا ہم جنس ہونا ضروری ہے۔

الصرف: چاندی اور سونے کو ایک دوسرے کے مقابلے میں فروخت کرنے کو صرف کہتے ہیں۔ چاہے دونوں کسی بھی شکل میں ہوں۔ اور معاملہ خواہ وزناً ہو یا عدداً ہو۔¹²

عقدِ صرف کی شرائط

عقدِ صرف کے لئے درج ذیل چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

تقابض: عقدِ صرف میں عوضین پر مجلس میں ہی قبضہ قبل التفرق ضروری ہے۔ زر کی خرید و فروخت کی تمام شکلوں اور تمام صورتوں میں مجلس عقد میں قبضہ ضروری ہے۔ اور اس شرط پر تمام علما کا اتفاق ہے۔ اس شرط کو لازمی قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک طرف سے قبضہ نہ ہو تو یہ بیع الکالی بالکالی ہو جائے گا۔ اور ایسے بیع سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جیسے سنن دارقطنی میں حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی بالکالی کی بیع سے منع فرمایا۔¹³ یہی حدیث حاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں بھی نقل کی ہے۔¹⁴

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر دونوں طرف قبضہ نہ ہو گا تو یہ بیع الکالی بالکالی ہو گا۔ جو کہ نسیدۃً بئسیدۃً کے معنی میں ہے۔ یعنی ادھار کی ادھار کے بدلہ میں بیع۔ اور اگر صرف ایک طرف سے قبضہ ہو اور دوسری طرف سے نہ ہو تو اس صورت میں برابری شرط نہیں پائی جائیگی جو کہ عقدِ صرف میں لازمی قرار دی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشْتَفُوا بِعَضِهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ

الْآ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشْتَفُوا بِعَضِهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ“¹⁵

(سونے کو سونے کے عوض برابر سرابری پیچو اور چاندی کو چاندی کے مقابلے میں برابر سرابری پیچو اور اس میں کمی زیادتی مت کرو اور نہ ان میں سے کوئی نقد چیز ادھار کے عوض فروخت کرو۔) اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رَبًّا إِلَّا هَا وَهَا۔¹⁶

(۲) تساوی: دوسری شرط مساوات کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طرفین میں اگر جنس ایک ہو یعنی سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کیا جا رہا ہو تو اس صورت میں بھی تساوی ضروری ہے۔ اس کی دلیل مندرجہ بالا ابو سعید خدریؓ کی روایت میں گزر چکی ہے۔

نیز امام مسلم نے حضرت عثمان بن عفان کی روایت نقل کی ہے: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارِينَ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمِينَ۔¹⁷

"حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک دینار کو وہ دینا کے بدلے اور ایک درہم کو وہ درہم کے بدلے مت بیچو" ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سونے اور سونے، چاندی اور چاندی یا سونے اور چاندی چاہے یہ کسی بھی حالت میں ہوں، اگر جنس ایک ہو میں آپس کی تبادلہ کی صورت میں تو تساوی ضروری ہے۔

(۳) اختیار شرط نہ ہو: اس عقد میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس میں اختیار شرط نہ ہو۔ کیوں کہ اختیار شرط ثبوت ملک سے مانع ہے۔ جبکہ عقد صرف کا تقاضا یہ ہے کہ فوراً عقد کی تکمیل ہو جائے۔ اور اگر اختیار کو ثابت کیا جائے تو تفرق عاقدین کی وجہ سے تقابض فوت ہو جائے گا۔¹⁸

(۴) تاخیر نہ ہو: عقد صرف کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اس میں اجل نہ ہو۔ یعنی کسی ایک طرف سے ادھار نہ ہو۔ جب تقابض کی شرط ذکر کر دی گئی تو تاخیر کا عقد میں نہ ہونا تقابض کی شرط کو مستلزم ہے۔

بینک نوٹ کی حقیقت اور احکام

اوراق نقدیہ بنک نوٹ کے احکام جاننے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ یہ بات سمجھ لی جائے کہ یہ خود کیا ہیں۔ کیا یہ وثیقہ دین ہے یا یہ کہ اس کی اپنی مستقل حیثیت ہے اور اس کی اپنی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہے۔

پہلا موقف

نوٹ کے بارے میں پہلا موقوف یہ ہے کہ یہ سند دین ہے۔ یہ نہ مال ہے، نہ سونا اور چاندی کا بدل ہے اور نہ بذات خود ثمن ہے۔ لہذا یہ ایک سرٹیفکیٹ ہے جس کی رو سے حامل نوٹ کے لئے جاری کنندہ کے ذمہ ادائیگی واجب ہے۔¹⁹

اس رائے کے مطابق اس کے بدلے میں سونا اور چاندی خریدنا بھی جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ سند دین ہے۔ ان حضرات کا یہ موقوف اس وجہ سے ہے کہ بینک نوٹ کے اوپر ایک وعدہ لکھا ہوا ہے کہ حامل ہذا کو مطالبہ پر ادا کریگا۔ جو اس بات پر دلیل ہے کہ یہ سند دین ہے۔

دوسرا موقوف

نوٹ مال اور سامان کے حکم میں ہے۔ اگرچہ کچھ خارجی وجوہات کی بناء پر ان کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ ورنہ وہ بذات خود کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے لیکن منقوم ہے۔

ہندوستانی علماء اکرام میں احمد رضا خان صاحب اس نظریے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ان کے رسالہ کفیل الفقہ الفاہم فی احکام القرطاس والدرہم میں ہے 20۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ عقد نوٹ پر واقع ہوتا ہے اور سامان کی تعریف بھی نوٹ پر صادق آتی ہے۔ اور نہ یہ مکملی اشیاء میں سے ہے اور نہ ان اشیاء میں سے ہے جن کو وزن کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔

تیسرا موقوف

نوٹ کے بارے میں تیسرا موقوف یہ ہے کہ نوٹ نہ محض سند دین ہے اور نہ عرض ہے بلکہ اس میں بذات خود ثمنیت کی صفت موجود ہے۔ اور چونکہ یہ سونا اور چاندی کے قائم مقام ہو گئے ہیں اس وجہ سے ان کے احکام بھی وہی ہونگے۔

لہذا اس نظریے کے مطابق ان میں ربا بھی پایا جائے گا۔ اور عقد صرف کے احکام بھی جاری ہونگے۔ اس نظریے کے مطابق کرنسیوں یعنی نوٹوں کا آپس میں تبادلہ پر عقد صرف کے احکام تقابض فی المجلس وغیرہ جاری ہونگے۔ یعنی وہ تمام احکام جو سونے اور چاندی کے ہیں وہ ان پر بھی جاری ہونگے۔

معاصر علماء کی کثیر تعداد اسی نظریے کے قائل نظر آتی ہے۔ پج۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنی مختلف قرارات میں اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔²¹

اس فیصلے میں کہا گیا ہے کہ پیپر کرنسی زر اعتباری ہے۔ جس میں ثمنیت کاملہ ہے، سود، زکوٰۃ، سلم اور دیگر احکام جو سونے چاندی کے ہیں نوٹ کے بھی وہی احکام ہیں۔“

پس اس نظریے کے مطابق بنک نوٹ پر وہ تمام احکام جاری ہونگے جو کہ سونے اور چاندی کے ہیں جن میں زکوٰۃ کا وجوب، سود کا تحقق، سلم اور صرف شامل ہیں۔ کہ ان تمام امور میں ان بنک نوٹس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو سونے اور چاندی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

چوتھا موقف

بنک نوٹ ثمن عرفی اور اصطلاحی ہیں لیکن چونکہ یہ ثمن خلقی نہیں ہیں اس وجہ سے اکثر احکام میں توافق اور کچھ احکام میں بنک نوٹ سونا اور چاندی سے مختلف ہونگے۔

اس صورت میں یہ عقد سلم میں راس المال بھی بن سکتے ہیں، اس میں ربوا کا تحقق بھی ہو گا۔ اگر بنک نوٹس کا آپس میں تبادلہ ہو تو اگر دونوں طرف جنس ایک ہو تو طرفین کا تماثل اور تقابض دونوں ضروری ہیں لیکن اس وجہ سے نہیں کہ یہ عقد صرف ہے بلکہ اس وجہ سے کہ احناف کے ہاں علت ربوا قدر و جنس ہے۔ اور اگر قدر نہ ہو صرف جنس ہو تو نساء (ادھار) حرام ہو گا۔ جیسے حدیث میں وارد ہوا ہے:

فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ، فَيَبْعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ، إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔²²

اس نظریے کے مطابق اگر طرفین میں جنس بھی مختلف ہے تو تماثل اور تقابض دونوں ضروری نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر پاکستانی روپوں کا سعودی ریالات کے ساتھ تبادلہ ہو رہا ہو تو تقابض فی المجلس ضروری نہیں ہو گا۔²³

بہر حال مذکورہ نظریات میں سے موجودہ حالات اور معاصر حالات سے ہم آہنگ اور مقاصد شریعت کی روشنی میں جو نظریہ معلوم ہوتا ہے وہ تیسرا نظریہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ:

(۱) بنک نوٹ کی حیثیت اس وقت مستقل زر کی ہے۔

(۲) اس کی پشت پر سونا اور چاندی نہیں جیسا کہ اس کو سند دین قرار دین کے لئے ہونا چاہیے۔

(۳) بنک نوٹ پر موجود وعدہ کہ؛ حامل ہذا کو مطالبہ پر ادا کیا جائے گا؛ صرف لوگوں کے اعتماد کیلئے لکھا جاتا

ہے تاکہ نوٹ کو قبول عام حاصل ہو اور لوگ اعتماد کے ساتھ اس کے ذریعے لین دین کریں۔

(۴) سود جیسے سخت و عید والے عمل سے اجتناب اور احتیاط کا پہلو تھا مناجا ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ چونکہ یہ (بنک نوٹ) اجکل سونا اور چاندی کی مکمل جگہ لے چکا ہے۔ سونا اور چاندی کا بطور زر کے استعمال تقریباً مفقود ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے سونا اور چاندی کے تمام احکام زر نقدی (بنک نوٹ) پر لگنے چاہئیں۔

(۵) اس پر عقد صرف کے مکمل احکام بھی لگنے چاہئیں۔ کیونکہ جنس مختلف ہونے کی وجہ سے اگر سونے اور چاندی کی مانند استعمال ہونے والی کرنسی میں تقابض فی المجلس کو لازمی نہ قرار دیا جائے یعنی سعودی ریال کا پاکستانی روپے کے ساتھ تبادلے میں تقابض فی المجلس کو لازم نہ قرار دیا جائے تب بھی ان میں مقاصد شریعت کی مخالفت نظر آتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو حکمت تقابض فی المجلس کی سونا اور چاندی میں ہے وہ آجکل کے بنک نوٹ میں بھی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ بنک نوٹ نے مکمل طور پر اس کی جگہ لے لی ہے۔ پس اگر سونا چاندی کے تبادلے میں جنس مختلف ہونے کے باوجود تقابض فی المجلس کو ضروری قرار دیا گیا تو بنک نوٹس میں بھی مختلف الجنس ہونے کے صورت میں تقابض فی المجلس کو لازمی قرار دیا جائے گا کہ وہاں اگر سود یعنی ربو اکاشائہ ہے تو یہاں بھی وہ شائہ ہوگا۔

ب۔ جو حضرات اس بنیاد پر بینک نوٹ اور سونا اور چاندی کے احکام میں فرق کے قائل ہیں کہ فقہاء اور مجتہدین نے فلوس اور ثمن خلقی کے احکام میں ہمیشہ فرق کیا ہے تو اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ فلوس کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فلوس کا استعمال کبھی بھی ایسا مستقل اور تسلسل سے نہیں رہا جیسا کہ آج کل بینک نوٹ کا ہوتا ہے بلکہ فلوس کے ساتھ ثمن خلقی کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ جبکہ بینک نوٹ کی حیثیت مستقل ہو چکی ہے اور اصل اسی کا استعمال ہو رہا ہے۔

کرنسیوں کا ایک جنس اور مختلف الجنس ہونا

اب ایک ملک کی کرنسی ایک جنس ہے۔ اور دوسرے ملک کی کرنسی اس سے مختلف ہے۔ مختلف ممالک کی کرنسیاں آپس میں ایک جنس اس لئے نہیں کہ آجکل ان کرنسیوں سے ان کی ذات (مادہ) مقصود نہیں ہوتی بلکہ یہ کرنسی نوٹ ایک معیار کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور اس معیار کا قیام ہر ملک کا دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ 24 یہ اختلاف درج ذیل تین صورتوں میں ہوتا ہے۔

(۱) کرنسی کو جاری کرنے والی جہات (ادارے) کا معیار ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے کہ ایک ملک کا ادارہ کچھ چیزوں کو سامنے رکھ کر ان کرنسیوں کی قیمت متعین کرتا ہے جبکہ دوسرے ملک کا ادارہ کچھ دوسری چیزوں

کے سامنے کرنسی کی قیمت متعین کرتا ہے۔ وہ چیزیں درآمدات برآمدات کی نسبت، اسی طرح بیرونی کرنسیوں کے ذخائر اور ملک کی معاشی پیداوار ہو سکتی ہیں۔

(۲) اسی طرح جن اسباب کی وجہ سے لوگ کرنسی پر اعتماد کر کے اس کا استعمال کرتے ہیں وہ ایک ملک کا دوسرے ملک سے مختلف ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اس بات میں تمام ممالک متفق ہوتے ہیں کہ یہ کرنسی معتمد علیہ بن جائے۔

(۳) اسی طرح جو ادارہ ان کو جاری کرتا ہے اس کی اپنی حیثیت بھی دوسرے ادارے میں مختلف ہوتی ہے کہ ایک قوی ہوتا ہے جبکہ دوسرا ضعیف ہوتا ہے۔ اختیارات کے اعتبار سے یا حالات کے اعتبار سے اور وہ چیز کسی ملک کے استحکام اور عدم استحکام کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔²⁵

کرنسیوں کے خرید و فروخت میں قبضہ کے احکام:

گزشتہ صفحات میں بیع صرف کی تفصیل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ بیع صرف میں تقابض فی المجلس ضروری ہے۔ لہذا اگر مجلس عقد میں تقابض نہ پایا گیا تو عقد صرف درست نہ ہو گا۔

اور اگر طرفین نے بدلین میں سے کل بدل کسی ایک طرف یا دونوں اطراف سے قبضہ نہیں پایا گیا بلکہ بعض پر قبضہ پایا گیا تو جتنے ثمن پر قبضہ پایا گیا اسی میں عقد صرف درست اور تمام ہو جائے گا۔ جبکہ باقی بدل میں عقد صرف باطل قرار پائے گا۔²⁶

قبضہ کب متحقق ہو گا؟

ہر چیز میں قبضہ اس چیز کی مناسبت سے ہوتا ہے۔ اور قبضہ میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے۔ کہیں پر قبضہ حقیقی ضروری ہو گا اور کہیں پر قبضہ حکمی کا اعتبار ہو گا۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ ”فَالْقَبْضُ مَرْجِعُهُ إِلَى عَرَفِ النَّاسِ حَيْثُ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَدٌّ فِي اللُّغَةِ وَلَا فِي الشَّرْعِ“²⁷

یعنی شریعت نے چونکہ قبضہ کی کوئی خاص شکل و صورت متعین نہیں کی اس لیے زمانے اور عرف کے اعتبار سے قبضہ کے متحقق ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

قبضہ حقیقی تب وجود میں آتا ہے جب باقاعدہ ہاتھ میں کسی چیز کو لے لیا جائے۔ جبکہ قبضہ حکمی تخلیہ سے متحقق ہو جاتا ہے۔ تخلیہ کا مطلب یہ ہے کہ خریدار اس چیز میں تصرف کی اجازت دے دی جائے۔ یا وہ اس حال میں ہو جائے کہ خریدار جب چاہے اس میں تصرف کر لے۔ قبضہ حکمی کی صورت میں قبضہ حسی کی ضرورت نہیں۔

قبضہ حکمی کی مختلف صورتیں

قبضہ حکمی کی مختلف صورتیں جو شرعاً معتبر ہیں درج ذیل ہیں۔

۱: بنک اکاؤنٹ میں رقم کی منتقلی قبضہ شمار ہوگا۔ کیونکہ اس اکاؤنٹ میں موجود رقم کو فروخت کنندہ / بائع یا عقد صرف کی صورت میں متعاقدین میں سے کوئی بھی ہو اس میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ بنک اس کھاتہ دار (account holder) کا مدیون ہوتا ہے (بعض صورتوں میں خاص حالات میں دائن بھی ہو سکتا ہے)۔ لہذا گویا کہ بنک نے اس کھاتہ دار کی طرف سے اس رقم پر قبضہ کر لیا وکیل کی حیثیت سے اور وکیل کا قبضہ اسی قبضہ شمار ہوگا۔ لہذا قبضہ تمام ہو گیا۔

اب چاہے کھاتہ دار اسی بنک کے ساتھ عقد صرف کرے یا کسی اور شخص کے ساتھ یہ عقد طے پائے بنک اگر اس کھاتہ دار کا اکاؤنٹ Credit یا Debit کرتا ہے یعنی اس کے اکاؤنٹ میں رقم ڈالے یا نکالے تو اگر اس کے اکاؤنٹ میں پیسے ڈالتا ہے تو یہ اس کھاتہ دار کا قبضہ تصور ہوگا۔ اور گویا وہ بنک اس کے کھاتہ دار کی طرف سے قبضہ کر رہا ہے۔ اور وہ وکیل کی حیثیت سے قبضہ کرے گا۔

مندرجہ بالا صورتوں میں اگر بینکنگ امور اور بنک کی رسمی اجراءات کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے تو وہ تاخیر فی القبض شرعاً معاف ہے۔ کیونکہ اس تاخیر کو اگر معاف نہ قرار دیا جائے تو اس سے حرج لازم آئے گا۔ اور اس تاخیر کو ایسا ہی تاخیر سمجھا جائے گا جیسا کہ متعاقدین کے درمیان عقد صرف ہونے کے بعد ایک دوسرے کو ثمن کے حوالے کرنے میں جو تاخیر ہوتی ہے اور وہ تاخیر ظاہر ہے معاف ہے کیونکہ تجوری یا جیب سے نکالنا، اس کو گننا یا کھرا کھوٹا الگ کرنے میں وقت لگ سکتا ہے جو کہ بالاتفاق معاف ہے۔ لہذا بنک کے اجراءات کی وجہ سے جو تاخیر ہوگی وہ بھی اس بنیاد پر معاف ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ آجکل کے دور میں ایک اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں رقم کی منتقلی میں جو وقت لگتا ہے اگر اس تاخیر کو عقد صرف کے باب میں معاف قرار نہ دیا جائے تو اس سے حرج لازم آئے گا۔ اور لوگوں کو آجکل کے مالی معاملات میں مشکل پیش آئی گی۔ اس وجہ سے دفع حرج کے شرعی اصول کے تحت یہ معاف ہے۔

چیک پر قبضہ

چیک پر قبضہ شرعاً اس چیک پر لکھی رقم پر قبضہ تصور ہو گا اگر چیک لکھنے والے کے اکاؤنٹ میں وہ رقم موجود ہو اور اس کو اس حامل چیک کے حق میں تصرف سے روک دیا گیا ہو۔ تاہم اس کی درج ذیل مختلف صورتیں ہیں۔

چیک کی چند اقسام اور ان کا حکم

:Bank Draft (1)

یہ وہ ڈرافٹ ہوتا ہے جو بینک اپنے ذمے یا اپنے کسی وکیل کے ذمے میں جاری کرتا ہے عموماً مدیون یہ ڈرافٹ رقم دے کر بنواتا ہے۔ اور اپنے دائن کے حوالے کرتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دائن کو اس چیک کے بارے میں یہ خوف نہیں ہوتا کہ پتہ نہیں اس کے اکاؤنٹ میں یہ رقم موجود بھی ہوگی یا نہیں یا یہ کہ بینک اس کے مقابلے میں رقم ادا کرے گا یا نہیں کیونکہ یہ ڈرافٹ خود بینک جاری کرتا ہے اور تصدیق شدہ ہوتا ہے۔ اب رقم چونکہ ایسی ہے کہ اس میں اس شخص کو تصرف کا حق حاصل ہو گیا ہے جس کو یہ ڈرافٹ دیا گیا۔ لہذا تحلیلہ پایا گیا پس اس کو قبضہ حکمی کہنا ٹھیک ہو گا۔²⁸

اس کی تکیف فقہی یوں ہوگی کہ کھاتہ دار / مشتری بینک یا تو نقد پیسے دے کر یا اپنے اکاؤنٹ سے بائع کے نام ڈرافٹ بنواتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ ہے کہ مشتری نے بینک کو تسلیم مبلغ کا وکیل بنایا ہے تو اس صورت میں ڈرافٹ پر بائع کا قبضہ مبلغ پر قبضہ تصور نہیں ہو گا۔ لیکن گہرائی سے اس مسئلے کو دیکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے چونکہ یہ مبلغ مصدق ہے اور یہ ڈرافٹ بھی مصدق ہے بینک کی طرف سے کہ ڈرافٹ بنانے کے بعد یہ مبلغ مشتری کے تصرف سے نکل گئی ہے اور اب بینک یہ صرف اس بائع کو ادا کرے گا۔ اس وجہ سے اب بینک کو بائع کا وکیل کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ اور وکیل کا قبضہ اصل کا قبضہ تصور ہو گا۔

لیکن بینک کو بائع نے وکیل بنایا نہیں تو یہ وکیل مجہول ہو گا جو کی شرعاً درست نہیں۔ لیکن چونکہ یہ جہالت مفضی الی النزاع نہیں اس وجہ سے کہ آجکل بینک کے ذریعے اس قسم کے معاملات بہت معروف ہیں اور ان پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے اس وجہ سے یہ جہالت مفضی الی النزاع نہ ہونے کی وجہ سے معتبر ہے۔ کیونکہ چیک اور اس کے مشابہ وثیقہ جات عرف میں قابل اعتماد تصور کی جاتی ہیں۔

(2)۔ الشیک المصرفی / Certified Cheque

یہ ایک چیک ہوتا ہے۔ جو کوئی بینک میں اکاؤنٹ رکھنے والا شخص اپنے اکاؤنٹ سے جاری کرتا ہے تاہم بینک سے اس چیک کی تصدیق کروائی جاتی ہے لہذا وہ رقمال چیک کے حق میں مجوز ہو جاتی ہے اور اس اکاؤنٹ میں وہ رقم بلاک کر دی جاتی ہے لہذا اس چیک کا حکم بھی بینک ڈرافٹ والا ہو گا۔

(3) الشك الشخصي / Personal Cheque

جب بائع مشتری کو چیک لکھ کر دیتا ہے تو اس کی فقہی تکلیف یہ ہے کہ مشتری محیل ہے، بائع محتال ہے بینک محتال علیہ ہے۔ یعنی جو چیک صادر کرتا ہے وہ بائع کو کہتا ہے کہ یہ مبلغ بینک سے وصول کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے چیک پر قبضہ کر لیا جائے تو کیا اس مبلغ پر قبضہ تصور ہو گا یا نہیں؟

اس کا جواب جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ آیا اس چیک پر قبضہ کرنے کے بعد رقم کا ملنا کس حد تک یقینی ہے۔ غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ چیک لینے کے بعد بھی بائع کو رقم ملنا یقینی نہیں کیونکہ اس میں درج ذیل قوی احتمالات موجود ہوتے ہیں۔

۱۔ اس بات کا امکان ہے کہ اس اکاؤنٹ میں اتنی رقم موجود نہ ہو۔

۲۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ بینک میں رقم موجود ہونے کے باوجود چیک صادر کرنے والا اس رقم کو نکالنے وصول کرنے کا مجاز نہ ہو لہذا اس کا وکیل یا محال بھی رقم وصول نہیں کر سکتا۔ رقم وصول کرنے کا مجاز نہ ہونے کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس نے یہ رقم بینک کے پاس رہن کے طور پر رکھوائی ہو وغیرہ۔

۳۔ اس بات کا بھی امکان رہتا ہے کہ چیک صادر کرنے والا چیک صادر کرنے کے بعد بھی بینک کو نوٹس دے سکتا ہے کہ اس چیک کے حامل کو یہ مبلغ ادا نہ کی جائے اور بینک کو ادائیگی سے روک سکتا ہے۔

لہذا مندرجہ بالا حالات اور امکانات کے پیش نظر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ چیک کی اس قسم پر قبضہ اس مبلغ پر قبضہ شمار نہ ہو گا۔ اور اس سے عقد صرف تمام نہ ہو گا۔

مستقبل کے سودے

چونکہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ مختلف کرنسیوں کا آپس میں تبادلہ عقد صرف کے زمرے میں آتا ہے۔ اور یہ بات بھی گزر چکی کہ عقد صرف میں؛ خیار؛ کا استعمال نہیں ہو گا۔ بلکہ مجلس میں تقابض ضروری ہے۔ لہذا جو مستقبل کے سودے ہوتے ہیں جس میں کسی ایک طرف سے حوالہ نہ کیا جائے کرنسیوں کو یا دونوں طرف سے تسلیم

نہ پایا جائے تو یہ عقد صرف کے تقاضوں کے خلاف ہو گا اور یہ جائز نہیں۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے نہی ر سؤل اللہ عن بیع الکالیء بالکالیء۔ 29

السوق الاجل میں ہوتا ہے کہ دو بندے آپس میں ایک عقد کرتے ہیں کہ زید عمر کو ۱۰۰۰ (ایک ہزار) ریال دے گا۔ اور عمر زید کو ۲۵۰۰ (پچیس سو) روپے دے گا۔ لیکن یہ عقد ابھی مکمل ہو گیا۔ اور طرفین سے تسلیم مستقبل کے کسی تاریخ میں ہو گی تو یہ عقد صرف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اسی طرح کبھی یہ حقیقت میں حوالہ نہیں کرتے اور اس دن کا صرف فرق آیا سحر میں یا کرنسی کی قیمت میں جو فرق ہے وہی لیتے یادیتے ہیں۔ یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں۔

نتائج بحث

۱۔ عقد صرف کا جمالی تصور جمہور فقہاء کے ایک تقریباً ایک جیسا ہے البتہ مالکیہ کے ہاں کچھ اضافی اصطلاحات جیسے مرطلہ اور مبادلہ وغیرہ استعمال ہوتے ہیں

۲۔ نوٹ کے بارے میں رائج نظریہ ہے کہ نوٹ نہ محض سند دین ہے اور نہ عرض ہے بلکہ اس میں بذات خود ثمنیت کی صفت موجود ہے۔ اور چونکہ یہ سونا اور چاندی کے قائم مقام ہو گئے ہیں اس وجہ سے ان کے احکام بھی وہی ہونگے۔

۳۔ مختلف اعتبارات کی وجہ سے اب ایک ملک کی تمام قسم کی کرنسی ایک جنس ہے۔ اور دوسرے ملک کی کرنسی اس سے مختلف جنس ہے۔

۴۔ ہر چیز میں قبضہ اس چیز کی مناسبت سے ہوتا ہے۔ اور قبضہ میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے۔ کہیں پر قبضہ حقیقی ضروری ہو گا اور کہیں پر قبضہ حکمی کا اعتبار ہو گا

۵۔ قبضہ حکمی کی مختلف صورتیں ہیں جو شرعاً معتبر سمجھی جائیں گی ان میں بینک اکاؤنٹ میں رقم کی منتقلی بھی قبضہ کی ایک شکل ہے۔ اسی طرح مصدقہ چیک اور بینک ڈرافٹ پر قبضہ شرعاً معتبر قبضہ شمار ہو گا۔ البتہ عام چیک پر قبضہ شرعاً رقم پر قبضہ شمار نہیں ہو گا۔

۶۔ کرنسیوں کی تجارت میں مستقبل کے سودے جیسے فیوچر سیل future sale اور فارورڈ سیل forward sale جائز نہیں۔

حوالات

- 1- ابن منظور، محمد بن مكرم الافريقي (متوفى - 411هـ) لسان العرب، مادة: ص ر ف -
- 2 فيروز آبادي، ابوطاهر محمد بن يعقوب، (متوفى - 817هـ) القاموس المحيط (مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت - لبنان) 1412هـ - 1992م، 5: 257
- 3 الفرقان: 19، 25
- 4 ابو العباس، احمد بن محمد بن علي الحموي (متوفى - 440هـ) المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، المكتبة العلمية - بيروت، 1: 338
- 5 ابن عابدين، محمد امين بن عمر (متوفى 1252هـ)، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر - بيروت، الطبعة الثانية، 1412هـ - 1992م، 5: 257
- 6 الكاساني، علاؤ الدين ابو بكر بن مسعود الحنفي (متوفى - 587هـ) بدائع الصنائع، (دار الكتب العلمية)، 1406هـ - 1992م، الطبعة الثانية، جلد 5: 257
- 7 ايضا
- 8 البهوتي، منصور بن يونس الحنبلي (متوفى - 1051هـ) كشاف القناع عن متن الاقناع، دار الكتب العلمية، 3: 266
- 9 الشربيني، شمس الدين محمد بن احمد الشافعي (متوفى 947هـ) معنى المحتاج الى معرفة الفاظ المنهاج، دار الكتب العلمية، 1415هـ - 1992م، طبع اول، 2: 369
- 10 ايضا -
- 11 الخطاب، شمس الدين محمد بن محمد الماكي (متوفى - 953هـ) مواهب الجليل في شرح مختصر خليل، دار الفكر، 1412هـ - 1992م، طبع سوم، 2: 226
- 12 ايضا -
- 13 الدار قطنى، ابو الحسن علي بن عمر (متوفى - 385هـ) سنن الدار قطنى، مؤسسة الرسالة - بيروت - لبنان، 1423هـ - 2002م، طبع اول، كتاب البيوع، حديث نمبر 3060
- 14 الحاكم، محمد بن عبد الله (متوفى - 405هـ) المستدرک على الصحيحين، دار الكتب العلمية - بيروت، 1411هـ - 1990م، طبع اول، كتاب البيوع، حديث نمبر 2322 -
- 15 القشيري، مسلم بن حجاج (متوفى - 261هـ) المسند الصحيح المختصر، دار احيا التراث العربى - بيروت، كتاب المساقاة، باب الربا، حديث نمبر 1583 -
- 16 البخارى، ابو عبد الله محمد بن اسماعيل، (متوفى - 256هـ)، صحيح البخارى، دار طوق النجاة - كتاب البيوع، حديث نمبر 2143 -
- 17 البخارى، صحيح البخارى، كتاب البيوع، حديث نمبر - 1585
- 18 ابن عابدين، ابن عابدين محمد امين بن عمر (متوفى - 1252هـ) رد المحتار على الدر المختار، 5: 257

- ¹⁹ العثماني، محمد تقی، فقہ البیوع علی المذاهب الاربعہ، مکتبہ معارف القرآن کراچی پاکستان، طبع: اول، ۱۴۳۶ھ-۲۰۱۵ء، ۲: ۲۸۷
- ²⁰ البریلوی، امام احمد رضا خان، کفیل الفقہ الفہم فی احکام القرض والدرہم، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، ص: ۱۳
- ²¹ مجمع الفقہ الاسلامی، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، الدورة الخامسة، العدد: الخامس، الجزء: الثالث، ص: ۲۹۱۹
- ²² القشیری، مسلم بن حجاج، باب الصَّرْفِ وَبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ فَقَدْ، حدیث نمبر ۱۵۸۴
- ²³ العثماني، محمد تقی، فقہ البیوع علی المذاهب الاربعہ، ۲: ۴۳۳
- ²⁴ حوالہ بالا۔۔ ص: ۴۳۵
- ²⁵ رمضان، محمود محمد توفیق، دراستہ حول تعدد اجناس الاوراق النقدية، مجلہ جامعہ دمشق، المجلد: ۲، العدد: الاول، ۲۰۱۱، جامعہ دمشق، ص: ۶
- ²⁶ البہوتی، منصور بن یونس الحنبلی (متوفی۔۔ ۱۰۵۱ھ)، کشف القناع، ۳: ۲۶۱
- ²⁷ ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، (المتوفی: 728ھ) مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى: 1423ھ 2003: ۳۰: ۲۷۵
- ²⁸ العثماني، محمد تقی، فقہ البیوع، ۱: ۴۴۴
- ²⁹ الدار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر، سنن الدار قطنی، کتاب البیوع، حدیث نمبر 3060